ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ

فکاہیہ کالم نگاری کی روایت میں احمد ندیم قاسمی کا مقام

Ahmad Nadeem Qasmi is recognized as a columnist, poet and fiction writer in Urdu Literature. His columns appeared in Amroz, Halal-i-Pakistan, Ehsan, Jung and Hureyyat were popular equally in literally as well as among civil society. Nadeem's columns were reproduced in our society. They presented the true picture of our social issues in a very promising manner. These columns not only reflected the literary recoveries of Pakistan but also demonstrated the valuable information. This article examines the important aspects and various phases of Ahmad Nadeem Qasmi's novel writing.

کالم ایک وسیع المعانی لفظ ہے مختلف لغات میں اس کے لغوی معنی کھمبا، فوج کا دستہ اور اخبار کا صفحہ کے ہیں۔ اردو میں کالم نویسی کی بہت سی اقسام ہیں جن میں طبی، سیاسی، ثقافتی، ادبی، مذہبی، معاشرتی، تحقیقی کالم، خواتین کے کالم اور فکاہیہ کالم شامل ہیں۔مگر ان میں فکاہیہ کالم نگاری کو بلند مقام حاصل ہے کیوں کہ فکاہیہ کالم اپنے منفرد اسلوب اور موضوعات کی وجہ سے دوسری اقسام کے کالموں سے منفرد مقام کا حامل ہے۔فکاہیہ کالم پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ظفر اقبال لکھتے ہیں:

"فکاہیہ کالم سے مراد ایسا کالم ہے جس میں ہلکے پھلکے موضوعات کو مزاح کی چاشنی سے زیرِ بحث لایا جاتا ہو"۔(۱)

اردو ادب میں فکاہیہ کالم کی روایت قریباً ایک صدی پر محیط ہے۔ان کالموں میں ہمیں سیاسی، مذہبی، معاشرتی موضوعات مثلاً طبقاتی اونچ نیچ، چھوت چھات، استحصال، فریب اور مکر کو موضوع بنایا جاتا ہے۔کالم نگار کا انداز بہت ہلکا پھلکا لیکن موثر ہوتا ہے اس میں قاری کی دل چسپی کا خیال بھی رکھا جاتا ہے اور نہایت فن کاری کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے ان پہلوؤں کو بیان کیا جاتا ہے جو ظرافت کا باعث بنتے ہیں۔اس میں کسی خیال، خبر یا واقعے کو موضوع بنایا جاتا ہے۔بعض اوقات معاشرے کے غیر متوازن رویوں، معاشرتی و سیاسی موضوعات کو بے تکلفی سے مزاحیہ انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

احمد ندیم قاسمی فکاہیہ کالم کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہیں:

"فکاہی کالم پر کسی موضوع کی قید نہیں ہوتی۔یہ زندگی کے کسی بھی شعبے کو اپنا موضوع بنا سکتا ہے بل کہ بعض اوقات فکاہی کالم محض ہنسنے ہنسانے کے لیے بھی لکھا جاتا ہے"۔(۲)

بیسویں صدی عیسوی میں اردو فکاہیہ نگاری کے فروغ کے لیے بڑے بڑے اخبارات نے فکاہات کے لیے خصوصی گوشے مختص کیے۔فکاہی کالموں کو عوام میں اتنی پذیرائی ملی کہ ہر اخبار میں ایک سے زیادہ فکاہی کالم چھپنے شروع ہو گئے۔اس سلسلے میں پہلا اخبار حسرت موہانی کا "اردوئے معلیٰ" تھا۔بعد ازاں "زمیندار" میں افکار و حوادث کے نام سے عبدالمجید سالک نے لکھنا شروع کیا ان کے شگفتہ فکاہیہ کالم عوام میں بہت مقبول ہوئے۔بعد ازاں محمد علی جوہر نے "ہمدرد" میں "کشکول" کے عنوان سے فکاہیہ کالم لکھنے شروع کیے۔ فکاہیہ کالم نگاری کی روایت میں عبدالمجید سالک، عبدالماجد دریاآبادی، چراغ حسن حسرت، حاجی لق لق، حمید نظامی، مجید لاہوری، شوکت تھانوی، نصراللہ خان، ابراہیم جلیس، ابنِ انشا، احمد ندیم قاسمی، عطاء الحق قاسمی، منّو بھائی، ظفر اقبال، ڈاکٹر یونس بٹ، مشفق خواجہ، ڈاکٹر انعام الحق جاوید، خالد مسعود خاں، آفتاب اقبال شامل ہیں۔اگرچہ اردو صحافت میں فکاہیہ کالم نگاری کی روایت میں بہت سے کالم نگاروں کے فکاہیہ کالموں کو پسندیدگی کے لحاظ سے اعلیٰ مقام ملا ان میں ایک اہم نام احمد ندیم قاسمی کا ہے۔جنھوں نے اظہار و بیان کی بہترین صلاحیت رکھتے ہوئے فکاہیہ کالم نگاری میں بلند مقام پیدا کیا۔ قاسمی کی کالم نگاری کا آغاز روزنامہ "انقلاب" لاہور سے ہوا۔انھوں نے عبدالمجید سالک کے ایما پر اس صنف میں خامہ فرسائی کی۔پھر تاحیات اس صنف میں لکھتے رہے۔

قاسمی اپنی صحافتی زندگی کے متعلق لکھتے ہیں:

"میری فکاہیہ کالم نویسی کا آغاز استادِ مکرم حضرت مولانا عبدالمجید سالک مرحوم کی نگرانی میں ہوا۔وہ روزنامہ "انقلاب" میں "افکار و حوادث" کے عنوان سے روزانہ فکاہی کالم لکھتے تھے۔پھر جب ۱۹۲۵ء میں مولانا چراغ حسن حسرت (سند باد جہازی) نے روزنامہ "امروز" کو خیرباد کہا اور ان کا معروف و مقبول کالم "حرف و حکایت" اُجڑ سا گیا تو پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے بزرگوں نے عزیزی ظہیر بابر کے توسط سے مجھے یہ کالم لکھنے کی پیشکش کی"۔(۳)

قاسمی اس پیشکش کو قبول کرنے سے ہچکچا رہے تھے کیوں کہ چراغ حسن حسرت کے کالم کا معیار قائم رکھنا کارِ دارد تھا لیکن عبدالمجید سالک نے ان کی رہنمائی کی۔بے روزگاری کے ان دنوں میں قاسمی نے اس پیشکش کو بخوشی قبول کیا۔انھوں نے "حرف و حکایت" کے کالم کے مصنف کا نام "پنج دریا" رکھا۔یہ کالم عوام الناس کا پسندیدہ کالم تھا۔ قاسمی لکھتے ہیں:

"۱۹۵۸ء سے پہلے کے دنوں میں اخباروں کو ایک حد تک آزادیِ تحریر حاصل تھی۔اس لیے مَیں مسائل پر کھل کر لکھتا رہا اور میرا یہ کالم خاصا مقبول رہا"۔(۴)

اکتوبر۱۹۵۸ء جب جنرل ایوب خان نے پاکستان پر قبضے کے بعد پروگریسو پیپرز پر قبضہ کر لیا تو قاسمی "امروز"

کی ادارت سے مستعفی ہو کر "ہلالِ پاکستان" میں "موج در موج" اور "پنج دریا"، "احسان" میں "مکائبات" کے نام سے فکاہی کالم لکھتے رہے۔کچھ عرصہ بعد جب روزنامہ "امروز" کی ملکیت نیم سرکاری ہو گئی تو ظہیر باہر کے اصرار پر "امروز" میں کالم لکھنے شروع کیے مگر قاسمی نے "پنج دریا" کے بجائے "عنقا" کا انتخاب کیا۔لکھتے ہیں:

"در اصل انہی دنوں مَیں نے ایک متنازع ادبی مسئلہ پر پروفیسر احمد علی سے اختلاف کے موضوع پر انگریزی میں ایک مضمون لکھا تھا، جو مَیں اپنے نام سے نہیں چھپوانا چاہتا تھا چناں چہ مَیں نے مضمون پر اپنے نام کے تینوں حصوں کے ابتدائی حروف"اے، این، کیو" لکھنے پر اکتفا کیا مگر پھر سوچا کہ اگر ان حروف کے آخر میں ایک "اے" کا اضافہ ہو جائے تو "عنقا" اچھا خاصا بامعنی نام بنتا ہے۔چناں چہ مَیں کئی برس تک "عنقا" ہی کے نام سے یہ کالم لکھتا رہا"۔(۵)

۱۹۷۰ء میں نواب زادہ شیر علی خان کی پالیسیوں کے خلاف جب امروز کے مدیر "ظہیر بابر" اس روزنامے کی ادارت سے مستعفی ہو گئے تو آپ روزنامہ "حریت" کراچی سے بعنوان "موج در موج" روزانہ فکاہی کالم اور "لاہوریات" کے عنوان سے ہفتہ وار کالم لکھنے لگے۔

فکاہیہ کالم میں ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ عوام کی تفریحِ طبع کا خیال بھی رکھا جاتا ہے۔اخبارات میں ایک صفحہ "ستارے کیا کہتے ہیں" یا "آپ کا یہ ہفتہ کیسے گذرے گا" ہوتا ہے جس میں ہر بُرج سے تعلق رکھنے والے قارئین مستقبل سے باخبر رہتے ہیں۔ قاسمی نے فکاہیہ انداز میں ہر بُرج کے متعلق اظہارِ خیال کیا ہے۔مثلاً بُرج حمل کے متعلق لکھتے ہیں:

"کاروبار میں لگائی ہوئی رقم ڈوب جائے گی اور اگر کوئی رقم نہیں لگائی تو کوئی رقم نہیں ڈوبے گی .... برج قوس آپ کی صحت قابلِ رشک ہو جائے گی کیوں کہ بلڈ پریشر بڑھ جانے سے آپ کے چہرے کا رنگ گہرا سرخ ہوجائے گا"۔ (۶)

قاسمی زندگی کے مبصر ہیں وہ عام انسانی بوالعجبیوں پر مسکراتے اور دوستانہ انداز میں فقرے کستے ہیں۔انھوں نے ایک اچھے کالم نویس کے مانند واقعات کو دیانت داری سے جمع کر کے چھان بین کر کے اظہار کیا ہے کیوں کہ ایک کالم نویس روز مرہ واقعات کا بے لاگ نقاد ہوتا ہے۔ان کے بعض فکاہی کالموں میں شگفتگی کی ایسی لہر پیدا ہوتی ہے کہ بات تبسم سے آگے نکل جاتی ہے۔ان کے کالموں میں خالص مزاح نگاری کے نمونے بھی ملتے ہیں۔مثلاً لاہور کے ایک صاحب نے اپنی بکری شاہدرہ کے کسان دوست کو دی کہ وہاں جی بھر کر چرتی رہے۔کچھ عرصہ بعد جب بچہ دے تو اسے واپس لاہور پہنچا دیا جائے۔ سیلاب کے بعد لاہور اور اس کے گرد و پیش کے کیمپوں میں تلاش بسیار کے باوجود کسان نہ مل سکا تو "تلاشِ گم شدہ" کے اشتہار کی غرض سے دوست کا ناک نقشہ، چال ڈھال، نام ولدیت لکھ کر لے آئے۔ایڈیٹر نے تصویر کا استفسار کیا تو معصومیت سے بولے:

"تصویر تو میرے پاس نہیں ہے لیکن جو حال ہی میں ادھر مغرب میں کسی ایکٹرس کو طلاق ملی ہے تو مَیں نے

اس کے شوہر کی تصویر دیکھی ہے بالکل شاہدرہ کا کسان لگتا ہے۔ایڈیٹر نے الزبتھ ٹیلر والے رچرڈ برٹن کی تصویر دکھائی تو بولے، بس یہ تصویر چھاپ دیجیے اور نیچے لکھیے کہ امید ہے تم جہاں بھی ہو گے، خیریت سے ہو گے مگر میاں، میری بکری تو پہنچا دو ورنہ یاد رکھو، مقدمہ دائر کر دوں گا"۔(۷)

قاسمی اپنے کالموں کو عوام میں مقبول کرنے کے لیے دل چسپ موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں۔قاسمی سیاسی، ادبی اور فکاہیہ کالم تحریر کر کے عوام کی رائے عامہ کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔یہ اپنے کالموں کا مواد اخباری خبروں سے لیتے ہیں اور کبھی گرد و پیش کے حالات و واقعات کو کالم کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔قاسمی کے موضوعات براہِ راست عوام کی زندگی سے متعلق ہیں۔انھوں نے اپنے کالموں میں کھیل، معاشرہ، معیشت، کاروبار، سیاست، سائنس، طب اور فیشن غرض ہر موضوع پر خامہ فرسائی کی۔لکھتے ہیں:

"مَیں نے ہر موضوع پر فکاہی کالم لکھے، اپنے آپ کو کسی موضوع کا پابند نہیں کیا۔چناں چہ سیاست، معیشت، معاشرت، ادب، فن کوئی بھی موضوع ایسا نہیں جو میرے روزانہ فکاہی کالموں میں بار نہ پا سکا ہو"۔(۸)

قاسمی نہایت محنت سے موضوع تلاش کرتے بعد ازاں اچھوتے انداز سے اظہارِ خیال کر کے اسے زندہ کر دیتے۔ان کے ہر جملے میں جذبہ اور لطف و کیف بھرا ہوتا ہے۔تحریر میں آمد و روانی کا احساس ملتا ہے۔قاری ان کی تحریر کے سحر میں تا دیر گرفتار رہتا ہے۔قاسمی اکثر اشعار کی اصلاح مزاح کے ذریعے اس انداز سے کرتے کہ غلط پڑھنے والے کے ذہن میں یہ اصلاح ثبت ہو جاتی۔وہ اکثر واقعات کے ذریعے دھیمے شگفتہ اور موثر انداز میں غلطیوں کی نشاندہی کرتے۔ایک شخص نے مومن؟ کا شعر غلط پڑھا جب قاسمی نے تصحیح کا ارادہ چاہا تو اس منظر کو بڑے عمدہ انداز میں پیش کرتے ہیں:

"اس غیرتِ ناہید کی ہر تان دیپک ہے

ہم نے عرض کیا: واہ!

اس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک

دوبارہ اس عمل کو دہرایا گیا تو وہ ہمارا مقصد سمجھ گئے مگر مزاج میں بہت ضد تھی۔آنکھیں نکال کر بولے "دیپک"ہے ہم نے عرض کیا "ہے دیپک"۔

میز پر مکا مار کر کہنے لگے: "دیپک ہے"

ہم نے کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر کہا: "ہے دیپک"

تنگ آ کر بولے "آخر آپ کو یہ کیا تکلیف ہے کہ 'ہے' جو ہمیشہ فقرے کے آخر میں آتا ہے، اسے پیچھے گھسیٹے لیے جا رہے ہیں...دیپک ہے!'

ہم نے کہا: "بہت اچھا دیپک ہے" سہی مگر آگے بھی تو پڑھیے

مصرع تھا: شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو
مگر انھوں نے یوں پڑھا: شعلہ سا لپک ہے جائے، آواز دیکھو تو
ہم نے فوراً ہتھیار ڈال دیے کہ ان کا مرض کرانک معلوم ہوتا ہے"۔[۹]

تیز قوتِ مشاہدہ کے مالک قاسمی کے کالموں میں آورد کا شائبہ تک نہیں وہ نہایت فطری انداز سے لکھتے ہیں کہ ان کی تحریریں عام بول چال کی زبان معلوم ہوتی ہیں۔عام الفاظ، دِلنشیں انداز، بے تکلفی، روانی اور سادگی ان کے کالموں کا حسن ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے کالم نو شگفتہ پھول کے مانند شاداب و ترو تازہ ہیں۔

قاسمی معاشرے کے ہر پہلو کو کھلی آنکھ سے دیکھتے۔سیاسی جماعتوں سے وابستہ افراد معصوم دیہاتیوں کو بے وقوف بناتے۔سیاست سے وابستہ افراد غریب عوام سے بناوٹی ہمدردی پیدا کرتے۔عوام اور سیاسی لیڈر کے مابین غیر حقیقی تعلق ہے مثلاً کسانوں کے چند بچے دھوپ میں کھیل رہے تھے جب ایک سیاسی فرد نے کسانوں کو بلا کر کہا:

"آپ کے بچوں کو دھوپ میں کھیلتا دیکھ کر بڑا افسوس ہوا۔مَیں لاہور جاتے ہی محکمہ جنگلات سے کہوں گا کہ وہ آپ کے گاؤں کے اردگرد گندم کے درخت لگا دے تا کہ بچے سائے میں کھیلیں"۔[۱۰]

قاسمی کے کالموں کے موضوعات عام آدمی کے مسائل ہیں جنھیں حکامِ بالا تک رسائی نہیں ملتی۔وہ اپنے فکاہیہ کالموں میں کسی خبر، واقعے، مثال کے ذریعے قاری کو مکمل گرفت میں لیتے ہیں پھر انتہائی سادہ، عام فہم الفاظ و عبارت استعمال کرتے ہوئے صاحبِ اختیار و اقتدار کی توجہ عوام کی جانب مبذول کراتے ہیں۔

قاسمی "مزاح برائے مزاح" کے بجائے "مزاح برائے اصلاح" کے قائل تھے ان کی ظرافت کو مصلحانہ اور مقصدی ظرافت بھی کہا جاسکتا ہے۔کیوں کہ یہ ایک ایسی ظرافت ہے جس کے پس منظر میں علم و فراست، دانش و آگہی موجود ہے۔لکھتے ہیں:

"یہ کالم زندگی میں ذرا شگفتگی پیدا کرنے کے لیے ہیں۔اگر اس شگفتگی کے پردے میں معاشرے کی کسی خرابی کی اصلاح بھی ہو جائے تو سبحان اللہ"۔[۱۱]

قاسمی نے قلم کو ذریعہء معاش بنایا اور قلم کی حرمت کو برقرار رکھتے ہوئے باعزت زندگی گزاری۔ قاسمی نے عمرِ عزیز کا ایک بڑا حصہ کالم لکھنے میں گزارا۔

قاسمی نے زندگی کے ہر موضوع پر لکھا بہت موثر انداز میں لکھا اور کامیاب رہے۔نصراللہ خان قاسمی کی کالم نگاری کا مبصرانہ جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان کے مزاحیہ کالم شروع سے آخر تک پڑھتے جایئے، ہنسی کے ہلکے پھلکے فوارے پھوٹتے رہیں گے۔وہ ہر موضوع پر لکھتے اور ہر رنگ میں لکھتے ہیں"۔[۱۲]

قاسمی کے کالموں کا اسلوبِ تحریر روانی، سادگی اور سلاست سے عبارت ہے۔ قاسمی درست اور معیاری زبان

لکھنے پر قدرت رکھتے ہیں اس مقصد کے لیے وہ درست املا کا بطورِ خاص اہتمام بھی کرتے ہیں۔وہ اپنے کالموں میں کتابت کی غلطی اور اضافی الفاظ کے استعمال سے بھی مزاح پیدا کرتے ہیں۔مثلاً ایک اخبار میں درج تھا:

"بھارت کے دفاعی بجٹ پر دس عرب خرچ ہوں گے"۔(۱۳)

اسی طرح ایک شادی کی تقریب میں میراثی بھانڈ نے دولھے کو دعا دی:

"خدا آپ کا علامہ اقبال بلند کرے"۔(۱۴)

قاسمی نے اگرچہ قیامِ پاکستان سے قبل فکاہیہ کالم نویسی کی ابتدا کی۔فکاہیہ کالم کے متعلق اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ اگر روزانہ لکھاجائے تو لطف قائم نہیں رہتا۔چناں چہ دیگر ادبی مصروفیات کی بنا پر روزانہ کالم لکھنا ممکن نہ تھا لہٰذا عمر کے آخری حصے میں سنجیدہ کالموں کی جانب رجوع کیا۔تاہم ان کی مقبولیت فکاہیہ کالموں کی بدولت ہوئی۔انھوں نے زندگی کے ہر موضوع کو شگفتہ اور لطیف پیرائے میں بیان کیا۔قاسمی کے فکاہیہ اسلوب کی بنیاد شائستگی اور وضع داری پر قائم ہے۔وہ اپنے کالموں میں دوسروں پر پھبتی نہیں کستے، نہ تمسخر اُڑاتے ہیں۔وہ اپنی متانت اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کو قائم رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔مجتبیٰ حسین اظہارِ خیال کرتے ہیں:

"ندیم صاحب کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اعلیٰ پائے کے فکاہی کالم نگار تھے۔ان کے طنز میں جو گہرائی اور مزاح میں جو شائستگی ہوتی ہے، وہ لاجواب تھی"۔(۱۵)

اگر فکاہیہ کالم نویسوں کی فہرست کا احاطہ کیا جائے تو قاسمی کے ذکر کے بغیر یہ فہرست اُدھوری ہے ان کے پرانے فکاہی کالم کی تحریریں کئی برس گذرنے کے بعد بھی قاری کے ذہن کو تسکین پہنچاتی ہیں۔اسے زندگی کے مثبت و روشن پہلو کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔قاسمی نے احساس کی شدت کو قلم کے ذریعے عظمت بخشی۔ان کے فکاہیہ کالموں میں ایک جذبہ بھی ہے اور غور و فکر کی دعوت بھی۔ان کے کالموں میں ایک دھیما پن موجود ہے جو ذہن کو فکر و دانش عطا کرتا ہے۔ان کے فکاہیہ کالموں میں مزاح میں ڈوبا ہوا طنز بھی ہے اور شگفتگی بھی جو انھیں دیگر فکاہیہ کالم نویسوں کی فہرست میں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر عبدالغفار کوکب "اردو صحافت اور فکاہیہ کالم کی روایت" بیکن بکس لاہور، ص۳۱

۲۔ ایضاً

۳۔ احمد ندیم قاسمی دیباچہ "کیسر کیاری" شفیق پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء، ص۱۷

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ احمد ندیم قاسمی "ستارے کیا کہتے ہیں" مشمولہ سہ ماہی عبارت حیدر آباد خصوصی نمبر۱،۲، اکتوبر۱۹۹۶ تا۱۹۹۷ء، ص۳۲۴

۷۔ احمد ندیم قاسمی"ہم نے رشوت دی" ندیم کے چند فکاہیہ کالم مشمولہ سہ ماہی عبارت محولہ بالا ۰۵، ص ۳۲۹

۸۔ احمد ندیم قاسمی"حرف و حکایت"مشمولہ روزنامہ "امروز" لاہور، یکم نومبر ۱۹۷۲ء، ص ۳

۹۔ احمد ندیم قاسمی"شعر کا حلیہ بگاڑنا" مشمولہ کیسر کیاسی محولہ بالا ۰۲، ص۷۰، ۷۱

۱۰۔ احمد ندیم قاسمی"حرف و حکایت"مشمولہ روزنامہ امروز، لاہور، جولائی ۱۹۶۲ء، ص۰۳

۱۱۔ وقار انبالوی "احمد ندیم قاسمی بطور مزاح نگار" مشمولہ ندیم نامہ، مرتبہ محمد طفیل، بشیر موجد، مجلسِ اربابِ فن لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۳۲۲

۱۲۔ نصراللہ خاں،"قاسمی صاحب کی کالم نگاری" مشمولہ ماہنامہ افکار (ندیم نمبر)، کراچی، مکتبہ افکار کراچی، ۱۹۷۲ء، ص۳۵۴، ۳۵۵

۱۳۔ احمد ندیم قاسمی "کتابت کی غلطیاں" مشمولہ کیسر کیاری محولہ بالا۰۲، ص۸۷

۱۴۔ ایضاً، ص۸۷

۱۵۔ مجتبیٰ حسین "احمد ندیم قاسمی" مشمولہ "مونتاج" لاہور، شمارہ ۱، ۲، جنوری تا اگست ۲۰۰۷ء، ص ۳۶۱